مسلمانوں میں تدریجی طور پر کن کن عوامل کے زیر اثر ذہنی اور عملی تبدیلیاں پیدا ہوتی رہیں جن کے باعث وہ دینِ قیم سے یوماً فیوماً دور ہوتے چلے گئے اور آخر کار قرآن مجید نے ان سے استخلاف اور تمکن علی الارض کا جو وعدہ کیا تھا وہ اس کے مستحق نہ رہے۔ مسلمانوں کی بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ایک طرف وہ حد درجہ دردانگیز انحطاط میں مبتلا ہیں اور دوسری جانب علماء، مورخین اسلام اور ارباب قلم کا یہ وتیرہ ہوگیا ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کی تاریخ کو عین اسلام سمجھ لیا ہے۔ اس بنا پر جب کبھی ان کو اسلام کی عظمت اور بڑائی کا تذکرہ مقصود ہوگا تو وہ سلاطین کی شان و شوکت کی پرہیبت داستانیں سنائیں گے خود خواہ کچھ بھی نہ ہوں لیکن زبان پر بایزید بسطامی اور جنید بغدادی کے حالات و واقعات ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس طرز فکر و انداز خیال نے مسلمانوں کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ان میں اسلاف پرستی پیدا ہوگئی۔ مستقبل سے انھوں نے آنکھیں بند کرلیں۔ حال کے تقاضوں سے وہ غافل ہوگئے۔ اور جس طرح بچے دلچسپ کہانیاں سنتے سنتے ماں کی گود میں سر رکھکر سو جاتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان بھی ہارون و مامون اور طغرل و سنجر، غزنوی اور غوری کے حیرت انگیز کارناموں کی داستانیں سنتے سنتے غفلت و بےخبری کی نیند میں غرق ہوگئے اور اب اس طرح مطمئن بیٹھے ہیں کہ گویا انھیں کچھ کرنا ہے ہی نہیں۔

جناب عبدالوحید خاں صاحب کی یہ کوشش بہرحال لائق صد تحسین ہے کہ انھوں نے روش عام کے برخلاف مسلمانوں کے اسی جذبۂ اسلاف پرستی کے پھوڑے پر ایک نہایت کاری نشتر لگایا ہے اور جرأت سے کام لیکر ان کی گذشتہ تاریخ پر تنقید کرکے یہ بتانا چاہا ہے کہ مسلمان کون تھے، انھیں کیا کرنا چاہئے تھا۔ لیکن انھوں نے کیا کیا! اور آج جو کچھ ان کا حال زبوں ہے وہ انھیں گذشتہ اعمال کا طبعی نتیجہ ہے۔ بس جہانتک کتاب کی اس اسپرٹ اور مصنف کی نیت و ارادہ کا تعلق ہے ہم مصنف کو حوصلہ افزائی کا مستحق سمجھتے ہیں۔